خانقاہ امدادیہ اشرفیہ
گلشن اقبال کراچی پاکستان

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: دلِ شکستہ کی قیمت

نامِ واعظ: عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب
دام ظلالهم علينا الى مأة و ثلاثين سنة

تاریخ وعظ: ۱۴/ذوقعدہ ۱۴۰۸ھ مطابق یکم جولائی ۱۹۸۸ء بروز جمعہ

وقت: گیارہ بجے صبح

مقام: مسجدِ اشرف واقع خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال۔۲ کراچی

موضوع: غمزدہ اور ٹوٹے ہوئے دل کی قیمت

مرتب: سید عشرت جمیل میرؔ صاحب خادمِ خاص حضرت والا مدظلہم العالی

کمپوزِنگ: مفتی محمد عاصم صاحب، مقیم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال، کراچی

اشاعتِ اوّل: رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق اگست ۲۰۱۰ء

تعداد: ۲۲۰۰

ناشر: کُتب خانہ مظہری

گلشن اقبال-۲ کراچی، پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۱۸۲

فہرست

دلِ شکستہ کی قیمت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَ ذَرُوْا ظَاھِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَہٗ وَ قَالَ تَعَالٰی اِنْ اَوْلِیَآءُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ
وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا بَأْسَ بِالْغِنَآءِ لِمَنِ اتَّقَی
اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مَنِ اتَّقَی اللّٰہَ عَاشَ قَوِیًّا وَ سَارَ فِیْ بِلَادِہٖ اٰمِنًا
(الجامع الصغیر للسیوطی، الجزء الثانی، رقم الصفحۃ:۱۵۸)

اِنَّا لِلّٰہِ الخ کن مواقع پر پڑھنا سنت ہے؟

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فرمان اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ابھی آپ کو سنائے جائیں گے لیکن اس سے پہلے ایک سنت کی تعلیم دیتا ہوں۔ جب چراغ بجھ جاتا تھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِنَّا لِلّٰہِ پڑھتے تھے، کانٹا چبھ جائے، جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے یا چراغ بجھ جائے ان سب مواقع پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اِنَّا لِلّٰہِ پڑھنا ثابت ہے۔ علامہ آلوسی السید محمود بغدادی نے اپنی کتاب تفسیر روح المعانی میں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کی تفسیر میں یہ حدیث بیان فرمائی ہے:

﴿کُلُّ مَا یُؤْذِی الْمُؤْمِنَ فَھُوَ مُصِیْبَۃٌ لَہٗ وَ اَجْرٌ﴾

ہر وہ چیز جس سے مومن کو تکلیف پہنچے مصیبت ہے اور اس پر مؤمن کے لیے اجر

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن کو جب کوئی مصیبت پہنچے تو وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ پڑھ لے۔ آج کل تو لوگ موت ہی پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھتے ہیں، اگر کسی اور موقع پر کسی نے اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ لیا تو سب گھبرا جاتے ہیں کہ بھئی کس کا انتقال ہو گیا حالانکہ یہ بات نہیں ہے بلکہ جو بات مؤمن کو تکلیف دے وہ مصیبت ہے اور اس پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھنا سنت ہے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان مواقع پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھا کرتے تھے، عِنۡدَ انۡطِفَآءِ السِّرَاجِ، انطفاء بجھنے کو کہتے ہیں یعنی چراغ کے بجھنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّا لِلّٰہِ پڑھا کرتے تھے، وَ عِنۡدَ لَسۡعِ الۡبَعُوۡضَۃِ جب مچھر کاٹتا تھا تو اس وقت بھی اِنَّا لِلّٰہِ پڑھتے تھے، عِنۡدَ انۡقِطَاعِ الشَّسۡعِ جوتے کا تسمہ ٹوٹنے پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھتے تھے، اسی طریقے سے عِنۡدَ لَدۡغِ الشَّوۡکَۃِ کانٹا چبھ جانے پر بھی آپ اِنَّا لِلّٰہِ پڑھتے تھے۔ کانٹا چبھ گیا اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ لیا غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹی چھوٹی تکلیف پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھا ہے۔

چونکہ میں نے یہ حدیث سنی ہوئی تھی لہٰذا جب ہمارے یہاں بجلی فیل ہوتی ہے تو میں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ کی سنت ادا کرتا ہوں، بجلی فیل ہونے سے گھر میں جو اندھیرا ہوتا ہے اس اندھیرے میں یہ سنت ادا کرنے سے اس سنت کا نور ہمارے دل میں غالب ہو جاتا ہے اور دل میں ایک ٹھنڈک سی محسوس ہوتی ہے اور جو اس سنت پر عمل نہیں کرتے جیسا میں نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ جب بجلی فیل ہوئی تو کے ای ایس سی والوں کو گندی گندی گالیاں دیتے ہیں۔ اب فرق دیکھئے! کچھ لوگ کے ای ایس سی والوں کو گالیاں دے رہے ہیں اور کوئی سنت ادا کر رہا ہے۔ تو تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ انسان میں کتنا فرق ہو جاتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نوازتے ہیں اس کا غم بھی اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بن جاتا ہے، بجلی فیل ہونے سے غم ہوتا ہے، تکلیف ہوتی ہے

مگر سنت کی اتباع کی برکت سے وہ تکلیف بھی لذیذ ہوجاتی ہے۔

آلامِ روزگار کو آساں بنا دیا
جو غم ملا اُسے غمِ جاناں بنا دیا

آلام جمع ہے الم کی، اللہ تعالیٰ سے جب تعلق نصیب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ہر غم کو لذیذ کردیتے ہیں۔ جیسے کڑوے خربوزے کو سکرین لگی چھری سے کاٹو تو سارا خربوزہ میٹھا ہوجاتا ہے، اور یہ سکرین کس نے پیدا کی؟ اللہ تعالیٰ نے۔ جب شکر میں یہ خاصیت ہے کہ وہ کڑوے خربوزے کو میٹھا کردیتی ہے تو اللہ تعالیٰ جو شکر کا خالق ہے ان کا نام لینے میں یہ خاصیت نہ ہوگی کہ ہمارے غم کو میٹھا کردے؟ افسوس کہ آج ہم اپنی مٹھاس کو اللہ کی نافرمانیوں میں تلاش کررہے ہیں، کم ازکم یہ احساس تو ہونا چاہیے کہ خدائے تعالیٰ کی نافرمانیوں میں سوائے عذاب کے، اللہ کے غضب اور بے چینی کے کچھ نہ ملے گا۔

اگر گناہوں کا مرض شدید ہو تو مجاہدہ کرو، جس کو کوڑھ ہوجاتا ہے تو کیا وہ خودکشی کرلیتا ہے؟ اگر مرض جلد اچھا نہیں ہوتا تو بھی صبر سے علاج کرتا ہے۔ اسی طرح اگر نظر بچانے میں شدید تکلیف ہو تو مجاہدہ کرو۔ مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور میرے شیخ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے استاذ جو شاعر بھی تھے اور بڑے ہی اللہ والے تھے، وہ فرماتے ہیں کہ لوگ مجبوریوں کا بہانہ کردیتے ہیں کہ صاحب آج کل بہت مشغولی ہے اس لیے ذکر چھوٹا ہوا ہے، ان سے کہہ دو کہ آج مشغولی کی وجہ سے روٹی بھی چھوڑ دو، اس نے مشغولی میں ناشتہ کیوں نہیں چھوڑا؟ جسمانی غذا کو تو نہیں چھوڑا مگر جس روح کے صدقے میں آج چائے انڈا کھارہے ہیں اس روح کو ناشتہ نہ کرانا، اس کو اللہ کے ذکر کی غذا نہ دینا روح کو مردہ کرنا ہے۔ اسی کو مولانا اسعد اللہ

صاحب فرماتے ہیں ؎

گو ہزاروں شغل ہیں دن رات میں
لیکن اسعدؔ آپ سے غافل نہیں

یہی تو اللہ والوں کا کمال ہے کہ دنیا کے ہزاروں شغل میں بھی اللہ کو یاد رکھتے ہیں۔ دیکھو! ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک لاکھ حدیث کے حافظ، چودہ جلدوں میں بخاری شریف کی شرح فتح الباری لکھی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کا ذکر فرشتوں کے ذکر سے افضل ہے، یہ بخاری شریف کی شرح فتح الباری کی عبارت نقل کررہا ہوں۔ وہ پیری مریدی یا وہ تصوف جو قرآن و حدیث کی تفسیروں سے اور شرحوں سے ثابت نہ ہو، اللہ کے کلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں جو تصوف نہ ہو وہ تصوف مقبول نہیں ہے۔ تصوف تو نام ہے اللہ کی عبادت میں محبت کی چاشنی ملادینے کا۔

جو عبادت خشک ہو جس میں محبت کی چاشنی نہ ہو اس کی مثال ایسی ہے جیسے چاول بغیر سالن کے۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ پورب کا ایک مجذوب اللہ تعالیٰ کے قرب اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی لذت سے کچھ دن کے لیے محروم کردیا گیا، اس حالت کا نام حالتِ قبض ہے۔ تو وہ مجذوب روتا تھا اور اپنی پوربی زبان میں کہتا تھا کہ ''دلیا بنا بھتوا اداس موری سجنی''، یعنی دال کے بغیر میرا چاول بے مزہ ہے۔

حالت قبض حالت بسط سے افضل ہے

سالک پر دو حالتیں پیش آتی ہیں حالتِ قبض اور حالتِ بسط۔ حالتِ بسط میں عبادت میں مزہ آتا ہے جبکہ حالتِ قبض میں دل گھبرایا گھبرایا سا رہتا ہے، عبادت میں مزہ نہیں آتا مگر حالتِ قبض کا درجہ حالتِ بسط سے زیادہ ہے کیونکہ حالتِ قبض میں ناز ٹوٹ جاتا ہے، عجب و تکبر ٹوٹ جاتا ہے، آدمی کہتا ہے

کہ ہائے ہم تو کچھ بھی نہیں، اپنی عبادت کو بالکل ہی حقیر نظروں سے دیکھتا ہے کہ ہائے یہ میں کیا کرتا ہوں۔ تو مزہ نہ آنے سے ناز و عجب ٹوٹ جاتا ہے لیکن پھر بھی وہ استقامت کے ساتھ رہتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہوتا ہے کہ یہ بندہ عبد اللطف ہے یا عبد اللطیف ہے یعنی مزے کا غلام ہے یا ہمارا غلام ہے، جب اس کو مزہ ملتا ہے تب ہمارا نام لیتا ہے جب مزہ نہیں ملتا تو ہماری غلامی کو چھوڑ دیتا ہے، یہ امتحان ہوتا ہے۔ اسی لیے علامہ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کی دعا فوراً قبول ہوگئی ابھی مانگا اور شام تک قبول ہوگئی، اب وہ مارے شکریہ کے خوب عبادت کر رہا ہے لیکن لَقَدْ قَامَ بِحَظِّ نَفْسٍ یہ اللہ کے سامنے اپنے نفس کی خوشی کی وجہ سے کھڑا ہے۔

دلِ نامراد کی مقبولیت

اور جس کی دعا قبول نہیں ہوئی، غمزدہ آدمی ہے، شکستہ دل ہے، ٹوٹا ہوا دل ہے وہ اگرچہ نامراد اور ناشگفتہ ہے مگر ؎

وہ نامراد کلی گرچہ ناشگفتہ ہے
ولے وہ محرمِ رازِ دل شکستہ ہے

یہ میرا شعر ہے۔

اب آپ کو ٹوٹے ہوئے دل کی قیمت معلوم ہوئی۔ حدیثِ قدسی ہے:

﴿اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ﴾

(مرقاۃُ المفاتیح، کتابُ الجنائز، باب عیادۃ المریض)

اس حدیث کی تطبیق اور سند کی تائید محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں کی ہے اور لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ٹوٹے ہوئے دل میں رہتا ہوں۔ یہ جو لوگ پوچھتے ہیں کہ اللہ میاں نے خواہشات کیوں پیدا کیں جب ان کو توڑنا تھا؟ اس کا جواب اسی حدیث میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

ہمارے دل میں تقاضے اور خواہشات اس لیے پیدا کیں کہ ان میں جو تقاضے اور خواہشات اللہ کی مرضی کے خلاف ہیں بندہ ان کو توڑ دے یعنی اپنے دل کو توڑ دے اور اس ٹوٹے ہوئے دل میں اللہ کو حاصل کرتا رہے۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوبؔ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نہ گھبرا کوئی دل میں گھر کر رہا ہے

مبارک کسی کی دل آزاریاں ہیں

تسلیم و رضا سے غم لذیذ ہو جاتے ہیں

اور فرمایا کہ اللہ کی یاد کے صدقے میں غموں کا کیا حال ہوتا ہے؟ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں ان کے غم بھی میٹھے کر دیئے جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں ؎

سوگ میں یہ کس کی شرکت ہوگئی

بزمِ ماتم بزمِ عشرت ہوگئی

اللہ کے نام کے صدقے میں اللہ کے راستے کے غم بھی لذیذ ہو جاتے ہیں لیکن اگر غم میں کسی اللہ والے کے آنسو نکل آئیں تو یہ نہ سمجھو کہ یہ بابا کے دعویٰ کے خلاف ہے کیونکہ یہ تو رو رہے ہیں۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مصیبت میں رونا بھی ثابت ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے تھے اور فرما رہے تھے اِنَّا بِفِرَاقِكَ يَآ اِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ اے ابراہیم! میں تمہاری جدائی سے غمزدہ ہوں اور آپ کے آنسو بہہ رہے تھے لیکن دل میں اللہ کی تسلیم سے چین ہوتا ہے، لطف ہوتا ہے، لذت ہوتی ہے۔

اس لیے میرے دوستو! تسلیم کی برکت سے جب اللہ کی مرضی پر بندہ راضی رہتا ہے تو جیسے کوئی مرچ والا کباب کھائے اور مرچوں کی وجہ سے سی سی

کرے اور آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہوں اور جو پاس بیٹھا ہو وہ یہ کہے کہ آپ تو مصیبت زدہ معلوم ہو رہے ہیں، آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں، یہ کباب آپ کیوں نوش کر رہے ہیں؟ اس بلا کو چھوڑ دیجئے۔ تو وہ کہے گا کہ بیوقوف یہ بلا نہیں ہے، یہ آنسو مزے کے ہیں، لذت کے ہیں، یہ مصیبت کے آنسو نہیں ہیں، اللہ والے اگر کبھی رو بھی پڑیں تو ان کی آنکھیں روتی ہیں دل تسلیم و رضا کی لذت سے مست ہوتا ہے ؎

حسرت سے میری آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں
دل ہے کہ ان کی خاطر تسلیمِ سر کیے ہوئے

آرزو کے شکست ہونے سے آنسو بہہ سکتے ہیں کہ مراد پوری نہیں ہوئی لیکن علامہ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے اولیاء اللہ میں سے ہیں اور حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جو لاہور میں مدفون ہیں ان کا اور علامہ ابوالقاسم قشیری کا زمانہ ایک تھا۔ تو وہ فرماتے ہیں کہ جس کی دعا قبول نہیں ہوئی، آرزو کی تھی مگر اللہ نے بظاہر وہ آرزو پوری نہیں کی یعنی جو دعا مانگی تھی اس کا ظہور نہیں ہوا، لیکن پھر بھی اللہ کی عبادت کیے جا رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا بہت محبوب بندہ ہے، اللہ کے نزدیک اس کا بہت بڑا درجہ ہے۔

قبولیت دعا کی چار صورتیں مع تمثیل

مومن کی کوئی دعا رد نہیں ہوتی، محدثین لکھتے ہیں کہ دعا کی قبولیت کی چار قسمیں ہیں، چاہے تو جو مانگا اللہ وہی دے دیں، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس سے بہتر چیز عطا کر دیتے ہیں، کبھی دنیا میں نہیں دیتے آخرت میں اس کا بدل دے دیتے ہیں اور کبھی اس کے بدلے میں کوئی بلا و مصیبت ٹال دیتے ہیں۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی قبولیت کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ دعا فوراً قبول ہو جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ

لَکُمۡ ہم سے مانگو، ہم قبول کریں گے۔

لیکن قبولیت کی شکلیں مختلف ہوتی ہیں جو ابھی بیان ہوئیں جو زبانِ نبوت سے اس آیت کی تفسیر ہے اس کی وضاحت کے لیے ایک مثال بھی سن لیجیے کہ جیسے بچہ ابا سے اسکوٹر مانگتا ہے اور ابا کار خرید دیتا ہے تو کیا اس کی درخواست قبول نہیں ہوئی؟ بیٹے نے سو روپیہ مانگا ابا نے پانچ سو روپیہ دے دیا تو کیا اس کی یہ بات قبول نہیں ہوئی؟ تو کبھی اللہ تعالیٰ وہ چیز نہیں دیتے جو بندہ مانگتا ہے بلکہ اس سے بہتر چیز دے دیتے ہیں اور کبھی اللہ تعالیٰ دیر سے دیتے ہیں تاکہ بہت دن تک ہم سے دعائیں مانگتا رہے، ہماری چوکھٹ پر گڑگڑاتا رہے، روتا رہے ورنہ جہاں دعا قبول ہوئی فوراً یہ جا، وہ جا۔ اور کبھی اللہ تعالیٰ اس دعا کا بدلہ قیامت کے دن دیں گے اور اتنا دیں گے کہ حکومتِ سعودیہ بھی اتنا بدلہ نہیں دے سکتی۔ جب حرم کی توسیع ہوتی ہے (اس میں دونوں حرم شامل ہیں خواہ مدینے کا حرم ہو یا مکہ شریف کا ہو) تو اس توسیع میں اگر کسی کا مکان آجاتا ہے تو حکومتِ سعودیہ ایک لاکھ ریال کے مکان کے بدلے پچاس لاکھ ریال دیتی ہے، اتنا دیتی ہے کہ لوگ تمنائیں کرتے ہیں کہ کاش میرا مکان حکومت کی توسیع میں آجائے۔

شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ اے میرے بندے تیری کون کون سی دعائیں قبول نہیں ہوئیں جو تو نے دنیا میں مانگی تھیں پھر اللہ تعالیٰ اس کا اتنا بدلہ دیں گے کہ یہ شخص کہے گا کہ کاش دنیا میں میری کوئی دعا قبول ہی نہ ہوئی ہوتی۔ اس لیے اگر دعا کا ظہور نہیں ہو رہا تو دل چھوٹا نہیں کرنا چاہیے، اللہ سے مانگنا ہی کیا کم لطف ہے جو آپ دعا کے ظہور ہونے کا بھی انتظار کر رہے ہیں۔

دعا محبوب حقیقی سے گفتگو ہے

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

از دعا نبود مرادِ عاشقاں
جز سخن گفتن باآں شیریں دہاں

دعا مانگنے سے بہت سے عاشقوں کی مراد سوائے اس کے کچھ نہیں ہوتی کہ اسی بہانے اس محبوبِ حقیقی سے مناجات ولذت اور گفتگو کا موقع مل جاتا ہے، اللہ کے عاشق انتظار نہیں کرتے کہ دعا کب قبول ہوگی، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دعا مانگنے ہی میں مست ہوتے ہیں، اللہ کے ساتھ مناجات کی لذت میں ان کو اتنا مزہ آتا ہے کہ خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

امید نہ بر آنا امید بر آنا ہے
ایک عرضِ مسلسل کا کیا خوب بہانہ ہے

دعا مانگنے والے کا مقام

اللہ تعالیٰ سے مسلسل دعاؤں کے لیے ان کے حضور ہمارے ہاتھ اُٹھتے رہیں یہ کیا کم اعزاز ہے۔ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب مومن دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا ہے،تو یہ ہاتھ خدا کے سامنے ہوتے ہیں اور ساری کائنات ان کے نیچے ہوتی ہے،کیا بات فرمائی سبحان اللہ! دعا مانگنے والے کا یہ مقام میں نے حضرت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے خود سنا فرمایا کہ جب بندہ دعا کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو ساری کائنات اس کے ہاتھوں کے نیچے ہوتی ہے اور وہ خدا کے سامنے ہوتا ہے،کیا یہ کم نعمت ہے؟ ہاں! اللہ سے امید رکھے کہ شاید اب قبول ہوجائے،شاید اب قبول ہوجائے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ مجھ سے مانگو، میں قبول کروں گا۔سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جن پر قرآن نازل ہوا، جن کی

ذاتِ پاک اورذاتِ گرامی پر یہ آیت نازل ہوئی اُن ہی نے اس کی تفسیر بیان فرمائی۔ اگرکوئی کہے کہ صاحب ہم نے تو بہت دعا مانگی لیکن ہماری دعا تو قبول نہیں ہوئی تونعوذ باللہ کیا قرآن غلط ہوجائے گا لہٰذا یہ سب قبولیت کی قسمیں ہیں، ہوسکتا ہے جو مانگا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بہتر دے دیں۔ مثال کے طور پر کوئی شخص کہتا ہے کہ اللہ میاں ہماری شادی بہت حسین عورت سے ہوجائے ۔

نازُکی اُس کے لب کی کیا کہیے

پنکھڑی ایک گلاب کی سی ہے

وہ اللہ میاں کو دیوانِ غالب پیش کررہا ہے، کہ مجھے ایسی بیوی چاہیے، چہرہ کتابی چاہیے جیسے اخباروں میں رشتے کے طالبین لکھتے ہیں کہ چہرہ کتابی ہونا چاہیے لیکن اللہ نے اس معیار کی حسین بیوی نہیں دی بلکہ اس کے بدلے دیندار بیوی دے دی۔ اسی لیے حدیث میں ہے کہ دین کو زیادہ اہمیت دو حسن کو زیادہ اہمیت مت دو کیونکہ حسن عارضی ہے جبکہ سیرت سے ساری زندگی سابقہ پڑے گا۔ اگر بیوی سیرت کی کٹکھنی ہے، تو تو کرنے والی ہے تو بھی صبر سے کام لو، صورت کب تک رہے گی، چند بچے ہوجانے کے بعد صورت میں تبدیلی ہوجاتی ہے پھر آخر میں سیرت ہی سے پالا پڑے گا لہٰذا جس میں دین زیادہ ہواس کو ترجیح دو اور اگر دونوں چیزیں ہیں تو پھر سبحان اللہ۔

لیکن میرے دوستو! بعض نالائق اور بددین لوگ حسن کو اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ چاہے فلم ایکٹر ہو، چاہے بے پردہ اورمخلوط تعلیم سے اس کے بالکل ہی اخلاق نہ ہوں مگر ایک نظر دیکھا اور پاگل ہوگئے، یہ شخص واقعی پاگل ہے جو صورت کو دیکھتا ہے اللہ کے تعلق کو نہیں دیکھتا۔ اس کو یہ دیکھنا چاہیے کہ بیوی کو اللہ تعالیٰ سے کتنا تعلق ہے، وہ تلاوت کرتی ہو، نماز پڑھتی ہو، دیندار ہو ورنہ اگر شوہر بیمار پڑگیا تو بھاگ گئی، شوہر پر فالج گر گیا تو ایک دو تین ہوگئیں، جب

دیکھا کہ شوہر بے کار ہو گیا ہے تو طلاق لے کر دوسرے سے شادی کر لی۔ اس لیے اگر وفاداری چاہیے تو دین دیکھو۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آپ کو معلوم ہے کہ کتنے حسین تھے۔ علامہ شامی ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ کتاب الحظر والاباحۃ جلد نمبر پانچ میں لکھتے ہیں کہ امام محمد اتنے خوبصورت تھے کہ ان کی طالبِ علمی کے زمانے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کو اپنے پیچھے بٹھاتے تھے تاکہ ان پر نظر نہ پڑے، نظر کی حفاظت کرتے تھے، اَنَّ اَبَاحَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کَانَ یُجْلِسُ اِمَامَ مُحَمَّدً فِیْ دَرْسِہٖ خَلْفَ ظَھْرِہٖ مَخَافَۃَ عَیْنِہٖ مَعَ کَمَالِ تَقْوَاہُ یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کمالِ تقویٰ کے باوجود امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے درس میں پیچھے بٹھاتے تھے، آنکھوں کی چوریوں کے خوف سے کہ کہیں آنکھیں خیانت نہ کر جائیں۔ علامہ شامی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کمالِ تقویٰ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جس نے چالیس برس عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھی ہو اس کے بارے میں کیا سوچ سکتے ہو؟ لیکن دیکھ لیں کہ یہ ان حضرات کا تقویٰ تھا، یہ چاہتے تھے کہ آنکھوں سے کسی قسم کی خیانت کا شائبہ بھی نہ ہو، یہ اُمت کو سبق دے گئے۔

آج کل لوگ کہتے ہیں کہ ہم اتنی نظر بچائیں گے تو لوگ کہیں گے کہ کوئی بیمار طبیعت کا آدمی معلوم ہوتا ہے، اس میں قوتِ ضبط نہیں ہے حالانکہ یہ سب حماقت کی باتیں ہیں۔ بتایئے! آج اس تقویٰ کی بدولت امام صاحب کی تعریف ہو رہی ہے یا بدنامی ہو رہی ہے؟ تعریف ہو رہی ہے کہ نہیں۔ اس لیے سمجھ لو کہ جو اساتذہ اپنے شاگردوں سے احتیاط کرتے ہیں وہی شاگرد بڑے ہو کر استاد کی تعریف کرتے ہیں کہ ہمارے استاذ نے بچپن میں ہم کو آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھا، احتیاط کی۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے شادی کے بعد چھ کتابیں لکھیں سیر کبیر، سیر صغیر، جامع کبیر، جامع صغیر، مبسوط، زیادات۔ یہ چھ کتابیں حیدر آباد دکن کی لائبریری میں موجود ہیں، ممکن ہے یہاں بھی بڑے بڑے کتب خانوں میں ہوں۔تو ایک دن امام محمد کے ایک شاگرد ان کا کھانا لینے ان کے گھر گئے تو کسی طرح ان کی نظر امام صاحب کی زوجہ پر پڑ گئی تو دیکھا کہ اپنے استاذ کے چہرے کی بہ نسبت بیوی کا بالکل ہی عجیب حلیہ کا جغرافیہ ہے۔بس روتا ہوا آیا اور کہا کہ استاذ اگر اجازت ہو تو ایک بات عرض کروں، آج استانی صاحبہ پر اچانک نظر پڑ گئی، میں نے قصداً نہیں دیکھا، اچانک نظر پڑ گئی لیکن اب میں رو رہا ہوں کہ آپ کی قسمت کیسی ہے؟ آپ کیسے دن گذار رہے ہیں، کس طریقے سے آپ کے دن کٹتے ہیں، آپ نے اس کا خیال کیوں نہیں کیا کہ جیسا اللہ نے آپ کو حسن دیا ہے آپ نے ویسی شادی کیوں نہیں کی؟ تو امام صاحب ہنسے اور فرمایا کہ بھئی جوڑے تقدیر سے بنتے ہیں، قضاء اور قدر سے ہوتے ہیں لیکن یہ سوچو کہ میں جو یہ چھ کتابیں لکھ رہا ہوں جن کا تم لوگ مجھ سے سبق پڑھ رہے ہو تو اگر میری بیوی بہت زیادہ حسین ہوتی تو اس وقت میں اپنی بیوی سے بات چیت کر رہا ہوتا، تم دروازہ کھٹکھٹاتے تو میں کہتا کہ میں بہت بزی (busy) ہوں، بہت ضروری مشغلے میں مشغول ہوں اور جب اس کے سر میں درد ہوتا تب نہ کر سکتا کیونکہ میں بھی مرنے لگتا۔آج جو میں یہ بڑی بڑی کتابیں تصنیف کر رہا ہوں تو ان کتابوں کو لکھنے کے لیے وقت اور فراغِ دل چاہیے۔اس کے بعد امام صاحب نے ایک جملہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کو اپنے لیے قبول کرتے ہیں اس کو مٹی کے کھلونوں میں مشغول نہیں ہونے دیتے۔ یہ اس عظیم الشان فقیہ کے عظیم الشان الفاظ ہیں۔اللہ تعالیٰ کا دین اتنا قیمتی ہے کہ اس پر نبیوں کے سر کٹے ہیں، سید الانبیاء کا خون بہا ہے اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک

دامنِ اُحد میں شہید ہوئے ہیں۔

صحابہ پر رحمت کا نزول

اگر چہ دین پر چلنے میں صحابہ کو تھوڑی سی تکلیف تو ہوئی لیکن عین اس وقت بھی رحمت کی بارش ہو رہی تھی، جب جنگِ اُحد میں کفار جیت کر واپس چلے گئے صحابہ کے دلوں پر غم تھا تو ان کے دلوں کو سکون دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے چین کی ہوا بھیج دی، اَمَنَۃً نُعَاسًا اس ہوا سے صحابہ کا غم غلط ہو گیا۔ صحابہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے ہم پر اونگھ بھیج دی اور جب وہ اونگھ آئی کَانَ یَسْقُطُ سُیُوْفُنَا ہماری تلواریں ہمارے ہاتھوں سے گری جا رہی تھیں جنہیں ہم بار بار اٹھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اپنے صحابہ کی پریشانیوں پر مجھ کو رحم آیا، میں نے ایک ہوا بھیجی جس سے سوائے سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سارے صحابہ پر اونگھ طاری ہوگئی جس کی وجہ سے ان کی تھکاوٹ و پریشانی دور ہوگئی۔ جنگِ بدر میں جب صحابہ پر اونگھ بھیجی گئی تو اس وقت بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھرپور عبادت کرتے رہے کیونکہ نبیوں کو اونگھ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

شکست کے اسرار

جنگِ بدر میں اللہ کی کھلی مدد و نصرت کے بعد جب جنگِ اُحد میں دشمنوں کو کچھ کامیابی ہوئی تو منافقین کے دل میں شبہات پیدا ہونے لگے کہ اگر ہم مقبول ہیں تو یہ مصیبت کیوں آگئی؟ ہم کو یہ تھوڑی دیر کی شکست کیوں ہوئی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم دن بدلتے رہتے ہیں:

﴿اِنْ یَّمْسَسْکُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُہٗ وَتِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ وَلِیَعْلَمَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَیَتَّخِذَ مِنْکُمْ شُھَدَآءَ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ۝ وَلِیُمَحِّصَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَیَمْحَقَ الْکٰفِرِیْنَ ۝﴾

(سورۂ اٰلِ عمران، آیات: ۱۴۲-۱۴۱)

اگر تمہیں صدمہ پہنچا ہے تو پہلے جنگِ بدر میں کافروں کو بھی شکست کا زخم پہنچ چکا

ہے وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ اور ہم دنوں کو لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہتے ہیں تا کہ ظاہری طور پر ثابت ہوجائے کہ کون مخلص اور کون منافق ہے کیونکہ اگر مسلمانوں کو ہمیشہ فتح ہوتی تو ہر منافق کہتا کہ چلو میاں وہاں مالِ غنیمت سمیٹ لو، وہاں تو شکست کا کوئی سوال ہی نہیں چنانچہ غیر مخلص بھی اسلام میں داخل ہوجاتے لہٰذا اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان دنوں کو بدل دیتے ہیں کبھی فتح دے دی اور کبھی شکست تا کہ مخلص مؤمن کا پتہ چل جائے۔ مؤمن کے اخلاص کا پتہ جب چلتا ہے جب ابتلاء ومصیبت آئے کیونکہ مومن مصیبت میں بھی اللہ کو نہیں چھوڑتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ دن اس لیے بدلے وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوْا تا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ایمان کو ظاہری طور پر بھی دِکھا دیں کہ یہ ہیں اصلی مؤمن جو ہمارے ہیں اور ہمارے ہی رہتے ہیں، یہ منافقین نہیں ہیں، اور دوسری وجہ اس شکست کی یہ ہے کہ وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ہمیں تم میں سے بہت سے لوگوں کو شہادت بھی دینی تھی، چنانچہ جنگِ اُحد میں ستّر صحابہ شہید ہوئے۔ اگر صحابہ شہید نہ ہوتے تو کفار قرآن پر اعتراض کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے انعام یافتہ بندوں میں انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین کا ذکر کیا ہے تو شہداء کا طبقہ کہاں ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو شہادت سے سرفراز فرمایا تا کہ قرآن پاک کی صداقت پر حرف نہ آسکے۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں سے یعنی کافروں اور مشرکوں سے محبت نہیں فرماتے لہٰذا یہ گمان نہ کیا جائے کہ شاید محبوب ہونے کی وجہ سے ان کو غالب کردیا ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ اس غم اور پریشانی سے ایمان والوں کے دلوں کو پاک صاف کرنا تھا وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوْا تا کہ اللہ ایمان والوں کو گناہوں کے میل کچیل سے صاف کردے وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِينَ اور کافروں کو مٹا دے کیونکہ ایک بار غالب آجانے سے ان کی جرأت بڑھے گی اور پھر مقابلہ

میں آئیں گے اور ہلاک ہوں گے۔

اور ایک احسان اللہ نے یہ فرمایا کہ کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا کہ فتح کی ہوئی جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے اور جب بہت آگے بڑھ گئے تب سوچا کہ ارے بھئی بڑی غلطی ہوگئی، ہم لوگ کیوں آگئے، اگر ہم مدینے پر قبضہ کر لیتے تو ہمارا جھنڈا لہرا جاتا، اب پچھتا رہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم واپس کیسے آسکتے تھے جبکہ ہم نے تمہارے دلوں میں ہیبت اور رعب ڈال دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی عظمتوں کی حفاظت کے لیے اتنے فضائل اس لیے بیان کیے تاکہ کل کو ایسے نالائق اہلِ قلم جو قابلِ سرقلم ہیں صحابہ کی ناموس کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر بیان القرآن میں لکھتے ہیں کہ بعض گستاخانِ قلم اور بغضِ صحابہ رکھنے والے بدبختوں نے صحابہ کی شان میں بدتمیزیاں کی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ہم نے صحابہ کی چوک اور خطاء کو معاف کر دیا۔

صحابہ کے دنیا کی لالچ سے پاک ہونے کا ثبوت

اور حکیم الامت حضرت تھانوی نے فرمایا کہ صحابہ جنگ ختم ہونے کے بعد اُس ٹیلہ پر سے جہاں انہیں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر کیا تھا دنیا کی لالچ میں نہیں اُترے تھے اس لیے کہ دنیا کی لالچ تو جب ثابت ہوتی جب مالِ غنیمت ان ہی کو ملتا جو یہ مال سمیٹتے۔ مالِ غنیمت کا مسئلہ یہ ہے کہ اسے چاہے کوئی بھی اُٹھائے سب کو برابر برابر حصہ ملے گا لہٰذا یہ کہنا کہ وہ مال کے لالچ میں اترے تھے بالکل غلط ہے۔ حکیم الامت بیان القرآن کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ صحابہ نے وہ مقام اس لیے چھوڑا تھا کہ اب جنگ فتح ہوگئی ہے لہٰذا اب ہمارے لیے ٹیلہ پر کھڑے رہنے کا حکم نہیں رہا جبکہ مالِ غنیمت کی حفاظت کرنا

اور اس کو اُٹھانا بھی عبادت ہے لہٰذا انہیں مالِ غنیمت سمیٹنے کا لالچ نہیں ہوسکتا کیونکہ انہیں یہ مسئلہ معلوم تھا کہ مالِ غنیمت جو چاہے اٹھائے مگر سب میں برابر تقسیم ہوگا۔ تو جب انسان کو معلوم ہو کہ مال لوٹنے میں چاہے جتنی محنت کرو لیکن ملے گا برابر تو کون آدمی لالچ کرے گا؟ یہ بہت احمق اور پاگل قسم کے لوگ ہیں جو صحابہ کے بارے گستاخانہ باتیں لکھتے ہیں، ان کو قرآن کے تفقہ کی ہوا بھی نہیں لگی، یہ بے علم لوگ ہیں۔

ناقدین صحابہ پر بے وقوفی کی قرآنی مہر

اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صحابہ پر تنقید کرنے والے، جنہوں نے میرے صحابہ کو بے وقوف کہا اَنُؤۡمِنُ کَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَہَآءُ کیا ہم ایسا ایمان لائیں جیسا کہ یہ بے وقوف لوگ یعنی (معاذ اللہ) صحابہ ایمان لائے، تو ان لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے صحابہ کو جو بے وقوف کہتے ہیں یہ خود سفیہ یعنی بے وقوف ہیں، سفیہ سفاہت سے ہے اور اس کی جمع سفہاء ہے اور سفاہت کے معنیٰ ہیں خِفَّۃُ الۡعَقۡلِ وَ الۡجَہۡلُ بِالۡاُمُوۡرِ جس کی عقل ہلکی ہو اور جو حقائقِ امور سے ناواقف ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے صحابہ پر اعتراض کرنے والوں کو دو خطاب دیئے۔ نمبر ۱۔ خِفَّۃُ الۡعَقۡلِ ہلکی عقل والے نمبر ۲۔ وَ الۡجَہۡلُ بِالۡاُمُوۡرِ اور حقائق امور سے ناواقف۔

سفاہت کی یہ تفسیر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے روح المعانی میں بیان فرمائی ہے کہ یہ خفیف العقل ہیں، عقل کے ہلکے ہیں اس لیے میرے صحابہ پر اعتراض و تنقید کر رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کو بے وقوف کہہ رہے ہیں۔ بتائیے! اگر کوئی بندہ اپنے مالک کو خوش کرے تو وہ بے وقوف ہے؟ اگر کوئی بیٹا اپنے باپ کو راضی کرے تو وہ بے وقوف ٹھہرے گا؟ بے وقوف تو تم ہو اَلَاۤ اِنَّہُمۡ ہُمُ السُّفَہَآءُ یہ خود پاگل اور بے وقوف ہیں وَ لٰکِنۡ

لَّا یَعۡلَمُوۡنَ لیکن اس کا علم نہیں رکھتے یہ بے علم لوگ ہیں، اللہ تعالیٰ نے صحابہ پر تنقید کرنے والوں کے علم پر لا داخل کردی کہ یہ بے علم ہیں لہٰذا ہر وہ شخص اس آیت کے ذیل میں شامل ہے جو صحابہ پر تنقید کرتا ہے یا صحابہ پر تنقید کرنے والے کو مولانا کہتا ہے، ایسے لوگوں کو مولانا کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے علم پر لا داخل کررہے ہیں، یہاں لا کے معنیٰ نہیں کے ہیں۔ یہ وہ لا نہیں ہے جو ایک ہندوستانی نے ایک عرب سے کہا تھا کہ یہ چیز ہے؟ عرب نے کہا لا یعنی یہ نہیں ہے، تو اس نے سوچا پیسہ مانگ رہا ہے کیونکہ وہ دہلی کا تھا۔ عربی کا لا اور ہے اور اُردو کا لا اور ہے۔

لفظ حلیم سے عجیب استدلال

تو اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدۡ عَفَا اللّٰہُ عَنۡہُمۡ نازل فرمایا کہ ہم نے صحابہ کی اس چوک اور خطا کو معاف کردیا، ان کی خطائے اجتہادی کو معاف کردیا۔ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ حَلِیۡمٌ اللہ تعالیٰ غفور ہیں یعنی بڑے مغفرت کرنے والے ہیں اور حلیم ہیں یعنی بڑے حلم والے ہیں کہ عین صدورِ خطا کے وقت بھی سزا نہیں دی۔ حضرت تھانوی آیت اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ حَلِیۡمٌ میں حلیم سے استدلال فرماتے ہیں کہ جو کچھ تکلیف صحابہ کو پہنچی یہ عتاب و سزا نہیں تھی ورنہ حلیم نازل نہ ہوتا، کیونکہ عتاب کے ساتھ حلم نہیں ہوتا۔ حلیم کے معنیٰ ہیں جو عتاب کو روک لے، قدرت رکھتے ہوئے انتقام نہ لے۔ پس اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے اس اعتراض کو رفع کردیا کہ یہ شکست معاذ اللہ عذاب تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے حلیم نازل کیا تاکہ معلوم ہو کہ یہ قوتِ قہر یہ نہیں تھی پاداشِ اصلاحی تھی، صحابہ کی تربیت و اصلاح کے لیے اللہ نے یہ معاملہ کیا تھا۔

فَاَثَابَکُمۡ غَمًّۢا بِغَمٍّ اللہ نے ان کو یہ غم اس لیے دیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی خطائے اجتہادی سے غم ہوا تھا، اگر اللہ تعالیٰ یہ غم نہ دیتے تو

صحابہ ساری زندگی شرمندہ رہتے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے تھوڑا سا زخم پہنچا کر ان کا دامن صاف کر دیا۔ اس لیے فرمایا وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰہُ عَنْہُمْ ہم نے ان کو معاف کر دیا۔ حکیم الامت لکھتے ہیں کہ جب خدا نے معاف کر دیا تو پھر کسی کو اعتراض کرنے کا کیا حق ہے۔

اسم اعظم توّاب اور رحیم کا ربط

قرآنِ پاک کا ایک ایک لفظ اپنے اندر حکمت و معانی کا دریا رکھتا ہے جیسے یہاں حلیم نازل کر کے اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دیا کہ یہ شکست عذاب نہیں تھی بلکہ اس سے مقصود صحابہ کی تربیت تھی اور جیسے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ آیت اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس آیت کا نزول فرقۂ معتزلہ کے رد میں ہوا ہے۔ اگرچہ نزول قرآن کے وقت یہ فرقہ موجود نہیں تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں تو تھا کہ یہ فرقہ پیدا ہوگا۔ فرقۂ معتزلہ ایک باطل فرقہ ہوا ہے جو کہتا ہے کہ جب بندہ توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو مجبوراً معاف کرنا پڑے گا، قانونی طور پر ضابطے سے اللہ تعالیٰ کو بندے کو معاف کرنا پڑے گا۔ تو علامہ آلوسی السید محمود بغدادی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے التواب کے ساتھ الرحیم کا لفظ نازل کر کے قیامت تک کے لیے اس فتنہ کا جواب دے دیا کہ میں جو تمہاری توبہ قبول کرتا ہوں وہ ضابطے اور قانون سے نہیں کرتا، شانِ رحمت سے قبول کرتا ہوں کیونکہ میں رحیم ہوں۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں فِیْہِ رَدٌّ عَلٰی فِرْقَۃٍ ضَآلَۃٍ مُعْتَزِلَۃٍ اس آیت میں رد ہے فرقہ ضالہ معتزلہ کا۔

اسم اعظم عزیز اور غفور کا ربط

اسی طرح قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ ملک میں وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ نازل فرمایا۔ غفور کے معنیٰ ہیں معاف کر دینے والا لیکن اللہ تعالیٰ نے

اس کے ساتھ عزیز کیوں نازل کیا؟ عزیز کے معنیٰ ہیں زبردست طاقت والا۔تو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں الفاظ ایسے تھوڑے ہی نازل کردیئے ، لہٰذا علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ چونکہ مغفرت اُس شخص کی معتبر ہوتی ہے جس میں طاقت ہو۔ایک شخص ٹائیفائیڈ میں مبتلا ہے، کمزور ہے، بیمار ہے اس کو کسی نے تھپڑ مار دیا، اب وہ کہتا ہے کہ جاؤ میں نے معاف کردیا،تو تھپڑ مارنے والا کہتا ہے کہ تم میں انتقام کی طاقت ہے ہی نہیں،تم چالیس دن سے ٹائیفائیڈ میں مبتلا ہو، بستر سے اٹھ نہیں سکتے ، مجھ کو دوڑا کر پکڑ نہیں سکتے لہٰذا مجبوراً معاف کردیا، میرے نزدیک تمہاری معافی کی کوئی حیثیت نہیں ۔مفسرِ عظیم علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے غفور سے پہلے عزیز نازل کردیا تاکہ معلوم ہوجائے کہ میں زبردست طاقت والا ہوں اس کے باوجود تمہیں بخشتا ہوں لہٰذا میری مغفرت کی قدر کرنا، ناقدری نہ کرنا۔اُس طاقت والے نے اپنی صفتِ مغفرت کی عظمتِ شان کے لیے عزیز نازل کیا، زبردست طاقت والے نام کو پہلے نازل کیا۔

خیر میں یہ عرض کررہا تھا کہ مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث سہارنپوری فرماتے ہیں ؎

گو ہزاروں شغل ہیں دن رات میں
لیکن اسعدؔ آپ سے غافل نہیں

نظربازی اور حسن پرستی کا بھیانک عذاب

اس کے بعد ایک شعر اور فرمایا جس کا آج کل بڑا مرض پھیلا ہوا ہے، وہ مرض ہے نظربازی کا، حسن پرستی کا، ہر شخص سوچتا ہے کہ کوئی حسین مل جاتا تو بڑا چین ملتا، بڑا مزہ آتا، بڑے اچھے دن گذرتے حالانکہ اس سے خراب اور بدترین دن نہیں گذریں گے، جو سانس اللہ کی نافرمانی میں گذرتی ہے وہ دوزخیوں کی زندگی ہے،جس نے دوزخ نہ دیکھی ہو وہ اللہ کے قہر اور عذاب کو

خرید کر دیکھے کہ نافرمان کی زندگی کیسی ہوتی ہے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب ایک اللہ والے کا شعر ہے ؎

اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

اور ایسے موقعوں پر اپنا ایک شعر اور یاد آتا ہے کہ گنہگاروں کی دنیا بہت بھیانک، بڑی تاریک ہے، بڑی بے چین ہے، پریشانیاں اور ذلتیں ہیں، اللہ تعالیٰ جس سے ناراض ہوجائے اس کے دل کا گلستان اُجڑ جائے گا ؎

جس طرف کو رُخ کیا تو نے گلستاں ہو گیا
تو نے رُخ پھیرا جدھر سے وہ بیاباں ہو گیا

جس دل سے اللہ راضی ہوتا ہے اس کا دل گلستان ہوجاتا ہے اور جس دل سے اللہ رُخ پھیر لے، ناراض ہوجائے اس کا دل جنگل ہوجاتا ہے، ویران ہوجاتا ہے، تباہ و برباد ہوجاتا ہے اور جب دل میں چین نہیں تو تمہارا مرغی فارم، تمہارے کپڑوں کی فیکٹریاں، تمہارے جتنے ائیر کنڈیشن کمرے ہیں ان سب سے کچھ نہیں ہوتا، ائیر کنڈیشن میں بیٹھے ہیں کھال تو ٹھنڈی ہورہی ہے مگر دل عذابِ الٰہی سے پگھلتا رہتا ہے۔ ایک بزرگ شاعر فرماتے ہیں ؎

دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں ہو گیا عالم بیاباں ہو گیا

دوستو! یقین کرلو ہم اللہ کے بندے ہیں، ہمارا مالک طاقت والا ہے، اس کی ناراضگی میں سانس لینا عذاب و بے چینی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

نفس مردانہ حملے سے مغلوب ہوتا ہے

بار بار کہتا ہوں کہ میری اس بات پر یقین کرلو اور نفس کو کچل دو، نفس پر مردانہ حملہ کرو، زنانہ حملہ مت کرو، چوڑیاں مت پہنو۔ مولانا جلال الدین رومی

رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ؎

ہیں تبر بردار مردانہ بزن
چوں علی وار ایں درِ خیبر شکن

اے نفس پرستو! ذرا مردانہ حملہ کرو، زنانہ حملے سے نفس چت نہیں ہوتا، اس سے گناہ نہیں چھوٹتا لہٰذا مردانہ حملہ کرو اور فرماتے ہیں کہ جیسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے خیبر کے دروازے کو توڑ دیا تھا تم بھی اپنے نفس کے بابِ خیبر کو توڑ دو، ابھی اگر دنیا ہی کا کوئی کام پڑ جائے تو ساری طاقت آجاتی ہے لیکن چونکہ ابھی دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت نہیں ہے اس لیے طاقت اور ہمت استعمال نہیں کرتے لہٰذا جو طریقہ بتایا جاتا ہے اس پر عمل کر کے دیکھو، لیکن اگر کوئی عمل ہی نہ کرے تو الگ بات ہے۔

دل کو غیر اللہ سے پاک کرنے کا نسخہ

مشائخ لکھتے ہیں کہ جب بدنظری ہوجائے تو آٹھ رکعات توبہ پڑھو، پانچ روپیہ خیرات کرو، اگر اس سے زیادہ وسعت ہے تو سو روپیہ خیرات کرو، قبر و موت کا مراقبہ کرو اور میدانِ حشر کو، قیامت کے دن کو یاد کرو، عطر لگا کر نہا دھو کر خوب صاف کپڑے پہن کر لا الٰہ کی پانچ تسبیح پڑھو، پھر دیکھو کہ قلب سے غیر اللہ کیسے نہیں نکلتا۔

حکیم الامت کی کتاب التکشف کے اندر یہ سب مواد موجود ہے لیکن کوئی عمل ہی نہ کرے، کوئی طاقت کا کیپسول ہی نہ کھائے پھر بھی کہے کہ میرے اندر تو طاقت ہی نہیں ہے۔ گناہ کرنا یہ ذکر اللہ کا کیپسول نہ کھانے کا عذاب ہے لہٰذا عمل کر کے دیکھو اللہ کا نام بہت بڑا نام ہے۔ ایک بزرگ دعا کر رہے تھے کہ اے خدا آپ کا نام بہت بڑا نام ہے، جتنا بڑا آپ کا نام ہے اتنا ہم پر احسان و فضل کر دے۔ اللہ اللہ کیا دعا ہے! یہ دعا تو وجد پیدا کرتی ہے، یا اللہ

آپ کا نام تو بہت بڑا نام ہے، جتنا بڑا آپ کا نام ہے ہمارے اوپر اتنی رحمت کردے، اللہ کے نام کے صدقہ دوزخ بجھ سکتی ہے۔ دوزخ کو کون بجھا سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ دوزخ سے پوچھیں گے هَلِ امْتَلَئْتِ کیا تیرا پیٹ بھر گیا؟ وہ کہے گی هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ اللہ میاں کچھ اور مال ہے؟ جب دوزخی ختم ہو گئے تو کیا اللہ میاں نیک بندوں کو دوزخ میں ڈالیں گے؟ نہیں۔ بخاری شریف میں ہے فَيَضَعُ قَدَمَهٗ اللہ تعالیٰ دوزخ پر اپنا قدم مبارک رکھ دیں گے فَتَقُوْلُ جَهَنَّمُ قَطْ قَطْ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَطْ قَطْ قَطْ تو دوزخ دو مرتبہ کہے گی کہ بس بس اور ایک روایت میں ہے کہ تین مرتبہ کہے گی بس بس بس یعنی اے اللہ میرا پیٹ بھر گیا۔ اور فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ یہاں قدم سے مراد اللہ تعالیٰ کی ایک خاص تجلی ہے۔

نفس کی دوزخ کو کیا چیز بجھاتی ہے؟

تو دوستو! جب اللہ تعالیٰ کے انوار وتجلیات سے دوزخ کا پیٹ بھر سکتا ہے تو ہمارے نفس کی دوزخ کا پیٹ نہیں بھر سکتا؟ ہمارا نفس تو دوزخ کی ایک برانچ ہے اور برانچ ہیڈ آفس کے مقابلے میں چھوٹی اور حقیر ہوتی ہے، تو اتنی بڑی اور وسیع دوزخ کے مقابلے میں نفس کی دوزخ کیا ہے؟ ارے اللہ سے تعلق بنا کر تو دیکھو کہاں خوابوں خیالوں کی دنیا میں پڑے ہوئے ہو، کیوں شک وشبہات کے اندھیروں میں پڑے ہوئے ہو، امیدوں کی خوشیوں اور امیدوں کے اسباب کی طرف آجاؤ، اللہ کا نام بہت بڑا نام ہے، ان کا نام لے کر تو دیکھو۔

اس لیے دوستو! ناامید مت ہو، پابندی سے اللہ کا نام لینا شروع کردو، جو لوگ محروم ہیں یا محروم ہوں گے یا محروم مر گئے یہ وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اہل اللہ سے مشورہ نہیں کیا اور اگر مشورہ لیا مگر ان کے مشوروں پہ عمل نہیں کیا، اللہ کا نام نہیں لیا اور گناہوں سے پرہیز نہیں کیا۔ کیا پیر ہر جگہ پہنچ سکتا ہے؟ پیر تو کہے گا کہ تم یہ کام کرو اور یہ کام نہ کرو، مرشد کا کام تو صرف اتنا ہے۔

راہبر تو بس بتا دیتا ہے راہ
راہ چلنا راہ رو کا کام ہے
تجھ کو مرشد لے چلے گا دوش پر
یہ تیرا رہرو خیالِ خام ہے

یہ خواجہ صاحب کا شعر ہے۔

حسینوں کا عشق عذابِ الٰہی ہے

مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نظر بازوں پر ایک شعر فرمایا ہے اور اس شعر میں اپنا نام لیا ہے، اللہ والوں کا کمال یہی ہے کہ اپنے ہی کو گنہگار کہتے ہیں، دوسروں کو نہیں کہتے، تو فرماتے ہیں ؎

عشقِ بتاں میں اسعدؔ کرتے ہو فکرِ راحت
دوزخ میں ڈھونڈتے ہو جنت کی خواب گاہیں

اِدھر اُدھر جھانک کر حسینوں کے عشق میں راحت تلاش کرتے ہو؟ ذرا شعر تو دیکھو! یہ ایک عالم، محدث اور اللہ والے کا شعر ہے، یہ حکیم الامت کے خلیفہ ہیں اور میرے شیخ مولانا شاہ ابرارالحق صاحب کے استاذ ہیں۔

فرماتے ہیں کہ اللہ کے قہر و عذاب میں تم چین تلاش کرتے ہو، خدا تمہاری کھوپڑیوں میں اور ہماری کھوپڑیوں میں عقلِ سلیم ڈال دے، یہ بہت بڑی گمراہی ہے، جو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی راہوں سے حرام لذت کی چوریاں کر کے ہم چین سے رہ لیں گے، تو یاد رکھو کہ جب حرام لذت آتی ہے تو حلال کو بھی لے جاتی ہے، تمہاری جو بیویاں گھر میں ہیں بدنگاہی کی وجہ سے ان سے بھی محبت ختم ہو جائے گی۔

دیکھو ایک شخص کہیں سے کچھ چُراتا تھا اور اس کے پاس حلال کمائی ایک ہزار تھی، ایک دن دوسرے چور نے اس کی جیب کاٹ لی اور حرام کے

ساتھ ساتھ وہ حلال کمائی بھی چلی گئی۔ اسی طرح یہ حرام لذتیں ہمارے گھر کے آرام وسکون کو بھی چھین لیں گی، اللہ تعالیٰ تو بہت سی نعمتیں دے رہے ہیں، انڈے کھا رہے ہو، پراٹھے کھا رہے ہو، چائے پی رہے ہو، مرنڈا پی رہے ہو، کتنی نعمتیں کھا رہے ہو، اللہ کی بے شمار نعمتیں ہیں اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان کی نعمت سے نوازا، نماز کی توفیق دی اور اللہ والوں کی، اپنے پیاروں کی، اپنے دوستوں کی شکل عطا فرمائی تو کتنی نعمتیں دیں پھر پرائی چیز پر کیوں اپنا دل خراب کرتے ہو؟

مسلمان بیویاں جنت میں حوروں سے زیادہ حسین ہوں گی

اب ایک حدیثِ پاک عرض کرتا ہوں جس کے سنانے پر مسلمان خواتین مجھے زوردار ناشتہ بھجواتی ہیں۔ میں نے الٰہ آباد میں ایک عالم کے گھر میں اس حدیث کو بیان کیا، وہ عالم بھی وہاں موجود تھے کہ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ یا رسول اللہ جنت میں مسلمان بیویوں کا حسن زیادہ ہوگا یا حوریں زیادہ حسین ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ام سلمہ مسلمان عورتوں کا حسن حوروں سے کہیں زیادہ ہوگا، پوچھا کیوں؟ فرمایا کہ بِعِبَادَتِہِنَّ وَبِصِیَامِہِنَّ وَبِصَلَاتِہِنَّ ان کی نمازیں، ان کے روزے کہاں جائیں گے؟ حوروں نے تو نماز نہیں پڑھی، انہوں نے تو روزہ نہیں رکھا، حوروں نے بچہ نہیں جنا، حوروں نے شوہر کے ناز نخرے نہیں اُٹھائے، اَلْبَسَ اللّٰہُ وُجُوْھَھُنَّ النُّوْرَ اللہ عبادات کا نور عورتوں کے چہروں پر ڈال دے گا جیسے رضائی کے اوپر کے کپڑے اور نیچے کے استر میں فرق ہوتا ہے اتنا فرق ہوگا مسلمان بیویوں اور حوروں کے حسن میں۔ یہ حدیث آج ہی جا کر اپنی بیویوں کو سنا دو کہ اللہ تعالیٰ ایمان پر آپ کا خاتمہ نصیب فرمائے تو جنت میں آپ حوروں سے زیادہ حسین ہوں گی۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جیسی بیوی دی ہے ایمان والی ہے اس کی قدر کرو، ان کی خطاؤں کو معاف کرو اور ان سے مت لڑو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان کی مثال ٹیڑھی پسلی کی سی ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

﴿اَلْمَرْأَةُ کَالضِّلَعِ اِنْ أَقَمْتَهَا کَسَرْتَهَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيهَا عِوَجٌ﴾

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب المداراۃ مع النساء)

عورت ٹیڑھی پسلی کی طرح ہے، اگر تم ٹیڑھی پسلی سے فائدہ اُٹھانا چاہو تو فائدہ اٹھا سکتے ہو، اگر اسے سیدھی کرنے کی کوشش کرو گے تو توڑ بیٹھو گے۔ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کی شرح میں لکھتے ہیں فِیْهِ تَعْلِیْمٌ لِلرِّفْقِ بِالنِّسَآءِ اس میں خواتین کے ساتھ شفقت ورحمت اور محبت کی تعلیم ہے وَ الصَّبْرِ عَلٰی عِوَجِهِنَّ اور ان کے ٹیڑھے پن پر صبر کرنے کا حکم دیا گیا ہے لِضُعْفِ عُقُوْلِهِنَّ کیونکہ ان کی عقل ضعیف وکمزور ہے، ان کی عقل آدھی ہوتی ہے، جلد غصہ آجاتا ہے۔ ذرا سوچو اگر تمہارے کسی بچہ کی عقل کم ہو تو تم کیا اس پر غصہ کرو گے؟

تو ہماری بیویوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی سفارش فرما رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی سفارش نازل فرمائی عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اپنی بیویوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ۔ لہٰذا اللہ کی سفارش کو رد نہ کرو اور جب غصہ آئے اس آیت کو یاد کرلو۔ اللہ کی سفارش کو رد کرنے میں بہت خسارہ ہے، بہت گھاٹا ہے لہٰذا ان کی بندیوں پر رحم کر کے اللہ سے انعام لے لو۔ اس کی مثال بتاتا ہوں کہ ایک شخص کی بیٹی تیز مزاج والی ہے، غصے والی ہے۔ اس کی شادی کے بعد اب ماں باپ ہر وقت ڈر رہے ہیں کہ پتا نہیں غصے میں کیا کہے گی اور اپنے شوہر سے کتنے جوتے کھائے گی۔ ایک مرتبہ وہ داماد کے گھر مہمان ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی بیٹی نے بدتمیزی شروع کردی مگر شوہر نے اسے کچھ نہیں کہا برداشت کرلیا تو باپ نے سوچا کہ دیکھو مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنا

شریف داماد دیا ہے کہ میری نالائق بیٹی کو برداشت کر رہا ہے تو سوچو کہ وہ اپنے داماد کو کیسی دعا دے گا اور اس کو کیا کیا انعام دے گا۔ ربا بھی ایسے ہی ہیں کہ جو اُن کی بندیوں کے ساتھ نباہ کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کو اِلہام ہوا کہ اگر تم تلخ کلام والی فلاں عورت سے شادی کر لو تو تم کو میں اپنے قرب و محبت سے نواز دوں گا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اسی کی برکت سے کہاں سے کہاں جا پہنچے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ہماری بیوی نے ہماری عزت کو نقصان پہنچا دیا، ہم سے لڑ جاتی ہے تو عزت کے بارے میں بھی سن لو۔ کیا ہماری آپ کی عزت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے؟ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یَغْلِبْنَ کَرِیْمًا یہ عورتیں کریم شوہر پر غالب ہو جاتی ہیں یعنی تو تو، میں میں بھی کر لیتی ہیں، کریم کہتے ہیں جو نا اہل پر بھی مہربانی کر دے وَ یَغْلِبُہُنَّ لَئِیْمٌ اور کمینے شوہر اپنی مار دھاڑ سے، گالی گلوچ سے، ڈنڈوں سے ان پر غالب ہو جاتے ہیں، لئیم کریم کی ضد ہے۔ تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ نے دونوں جہاں کی عزت دی ان کا ارشادِ گرامی ہے فَاُحِبُّ اَنْ اَکُوْنَ کَرِیْمًا مَغْلُوْبًا میں محبوب رکھتا ہوں کہ میں مغلوب رہوں اپنی بیویوں سے، یہ زبان سے چاہے کچھ کہیں، اپنے مطالبات میں تھوڑی سی تیزی بھی کر لیں لیکن میں ان پر کرم اور مہربانی ہی کرتا رہوں گا، وَلَا اُحِبُّ اَنْ اَکُوْنَ لَئِیْمًا غَالِبًا میں ان پر کمینہ بن کر غالب ہونا پسند نہیں کرتا۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہوئے، ازواجِ مطہرات اپنے سالانہ خرچہ کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر رہی تھیں، کچھ تھوڑا سا ناز کا لہجہ تھا، اسے بدتمیزی نہیں کہیں گے، عورتوں کو اپنے شوہروں سے ناز کرنے کا حق حاصل ہے۔ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے عائشہ! جب تم مجھ سے روٹھ جاتی ہو تو مجھے پتا چل جاتا ہے۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کو کیسے پتا چلتا ہے؟ فرمایا کہ جب تم مجھ سے روٹھتی ہو تو کہتی ہو وَرَبِّ اِبْرَاھِیْمَ ابراہیم کے رب کی قسم اور جب تم خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو وَ رَبِّ مُحَمَّدٍ محمد کے رب کی قسم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات سے معلوم ہوا کہ روٹھنا بھی شانِ محبوبیت کی علامت ہے۔

تو دوستو! جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہوئے تو ہماری ماؤں کی تھوڑی سی آواز ناز کی وجہ سے، محبوبیت کی شان کی بنا پر بلند ہوگئی تھی اور وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اونچی آواز میں باتیں کر رہی تھیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے کریمانہ گفتگو فرما رہے تھے، اپنے کریم ہونے کا ثبوت پیش کر رہے تھے، قیامت تک کے لیے لوگوں کو تعلیم دے رہے تھے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ اس طرح زندگی کی گذارو کیونکہ نبی کا ہر عمل ہماری رہنمائی کے لیے آفتاب ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ہی داخل ہوئے سب خاموش ہوگئیں کیونکہ ان کی ہیبت بہت زیادہ تھی۔ تاریخ میں ہے کہ یہ جا رہے تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان کے پیچھے تھے، انہوں نے مڑ کر ایک نظر دیکھا تو سب صحابہ گھٹنے کے بل گر گئے، ان میں شانِ ہیبت بہت تھی لہٰذا سب اُمہاتُ المؤمنین انہیں دیکھ کر خاموش ہوگئیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ نبی سے نہیں ڈرتی ہیں اور عمر سے ڈرتی ہیں، ابھی تو خوب آواز آ رہی تھی اور اب ایک دم سے خاموش ہوگئیں تو ہماری ماؤں نے کیا شاندار جواب دیا کہ اے عمر! تم سخت دل ہو جبکہ ہمارے نبی رحمۃ للعٰلمین ہیں، سراپا رحمت ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے بندوں پر رقیق القلب، رحیم المزاج

اور حلیم الطبع ہو جاؤ۔ پھر دیکھو کتنا جلد سلوک طے ہوتا ہے، کتنے جلد اللہ کے قریب ہوتے ہو اور ولی اللہ بنتے ہو، مخلوق کی خطاؤں کو معاف کرو، ان پر رحم کرو، ان کے دُکھ درد میں کام آؤ، خون کے رشتوں کے ساتھ صلہ رحمی کرو اور بیوی کے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک بھی صلہ رحمی میں داخل ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اَلْمُرَادُ بِالْاَرْحَامِ الْاَقْرِبَآءُ مِنْ جِهَةِ النَّسَبِ وَ مِنْ جِهَةِ النِّسَآءِ بیویوں کی طرف سے جو رشتے ہیں یعنی ساس، سسر یہ سب بھی صلہ رحمی میں داخل ہیں، ان کا بھی وہی حق ہے جو سگے ماں باپ کا ہے اور برادرِ نسبتی کا سگے بھائی جیسا حق ہے۔

دیکھو تفسیر روح المعانی پیش کر رہا ہوں۔ اس طریقے سے سلوک جلد طے ہوتا ہے، لوگ تہجد اور تسبیحات تو بہت پڑھتے ہیں لیکن گھر میں چین سے نہیں ہیں، جہاں دیکھو وظیفوں کی بھر مار ہے لیکن ڈنڈے گالی کی بھی بھر مار ہے۔ عزیزوں سے، پڑوسیوں سے، بال بچوں سے ہر وقت غصے ہو رہے ہیں۔ کیا کہیں بزرگوں سے مشورہ کرو کہ کہاں کس موقع پر کیا کرنا چاہیے۔

خواتین کو شوہروں کے اکرام کی نصیحت

خواتین کو بھی چاہیے کہ اپنے شوہر کا اِکرام کریں اور ان کی نہایت ہی عظمت کریں کیونکہ عورت لاکھ عبادت کرے، لاکھ تسبیح پڑھے لیکن اگر شوہر ناراض ہوگا تو اس پر رات بھر خدا کی لعنت برسے گی، اللہ کی رحمت نہیں ملے گی چاہے لاکھ تہجد پڑھتی ہو۔ اور شوہر کے سوا بیوی کے کوئی کام بھی نہیں آتا، نہ ماں کام آتی ہے، نہ باپ کام آتا ہے، نہ بھائی کام آتا ہے، اللہ تعالیٰ نے بیویوں کے لیے شوہر ہی کے ساتھ ساری زندگی کے گذارنے کا انتظام کیا ہے۔ جن لوگوں نے اکڑفوں کرکے بیویوں کو الگ کر دیا تو ساری زندگی ان کی بہنیں اور ان کی بیٹیاں بھی مصیبت میں رہیں اور بے عزت رہیں۔

دوستو! یہ بات اس لیے عرض کرتا ہوں کہ بیویوں کو بھی چاہیے کہ اپنے شوہر جس سے تم ہزاروں آرام اُٹھاتی ہو اگر اس سے کبھی تکلیف بھی پہنچ جائے کیونکہ وہ بھی انسان ہی تو ہے لہٰذا اگر اس سے کبھی غصے کی کوئی بات ہو جائے تو اس کو برداشت کرو۔ کیا وجہ ہے کہ جس کے ہاتھ سے ہر وقت روح افزا پی رہی ہو اگر کبھی ذرا سی کڑوی دوا پلا دی تو ناراض ہو گئیں لہٰذا اس کی کڑوی بھی کبھی برداشت کرلو اور ایک وظیفہ بھی بتائے دیتا ہوں یَاسُبُّوْحُ یَا قُدُّوْسُ یَا غَفُوْرُ یَا وَدُوْدُ یہ اللہ تعالیٰ کے چار نام ہیں، اگر افسرِ اعلیٰ ستا رہا ہو یا نیچے کا کوئی کلرک اوپر والے کو ستا رہا ہو، کسی کی بیوی ستا رہی ہو یا کسی کا شوہر تیز مزاج کا ہے اور بیوی کو پریشان کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہ چار نام پڑھ کر دیکھو، اس کی برکت سے کسی سے لڑنے کی ضرورت نہیں پڑے گی، ان ناموں کی برکت سے دل نرم ہو جاتا ہے۔

جب مکے شریف سے مدینے شریف جائیں تو جگہ جگہ شرطے انکوائری کرتے ہیں، سب چیزیں دیکھتے ہیں اور ذرا سی غلطی پر روک لیتے ہیں۔ تو ہماری سب چیزیں درست تھیں لیکن وہ شاہی لوگ ہیں، وہاں ڈر ہی لگتا ہے، بعض لوگ تو چھوڑ دیتے ہیں لیکن بعض لوگ سختی کرتے ہیں کیونکہ شاہی مزاج ہے لہٰذا میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہمیں فرماتے تھے کہ بھئی پولیس چوکی آ رہی ہے جلدی پڑھو یَاسُبُّوْحُ یَا قُدُّوْسُ یَا غَفُوْرُ یَا وَدُوْدُ۔ الحمدللہ حضرت کی بتائی ہوئی دعا کی برکت سے کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔

ایک مرتبہ ہمارے سید عشرت جمیل میر صاحب جب بس میں داخل ہوئے تو ان سے کسی نے پاسپورٹ ہی نہیں مانگا کیونکہ احرام میں تھے اور احرام بھی گرمی کی وجہ سے گرا ہوا تھا اور سینے کے سب بال نظر آ رہے تھے، سینے پر صحرائے سینائی نظر آیا اور پیٹھ پر چھاتہ بردار تو شرطے نے کہا یا شیخ الاسلام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اور یہ کہہ کر آگے بڑھ گیا اور ان کا

پاسپورٹ نہیں دیکھا۔ اس پر حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب بہت ہنسے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کے ان چار اسماء کو پڑھو، ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے آپ کو اپنے بڑوں سے پیار ملے گا۔

میرے شیخ جب یہاں کراچی آتے ہیں تو میں بھی ان اسماءِ حُسنیٰ کو پڑھتا ہوں، ہر آدمی اپنے بڑوں کے سامنے یا جس سے کوئی کام ہو اس کے لیے ان اسماء کو پڑھے پھر دیکھو کہ مخلوق کے دل کس طرح نرم ہوجاتے ہیں۔ ان چاروں ناموں کو پڑھنے کی تعداد کچھ نہیں ہے جتنا چاہو پڑھو اور اگر مستقل طور پر کوئی مصیبت ہے، کوئی ستا رہا ہے تو ہر فرض نماز کے بعد سات مرتبہ پڑھ کر یوں کہو کہ اے اللہ اپنے ان ناموں کے صدقے میں جو مجھ کو ستا رہا ہے اس کا دل نرم کر دیجئے، اس کو مجھ پر شفیق و مہربان کر دیجئے۔

بس اب دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطاء فرمائے، اس مجلس کو اللہ اپنی رحمت سے قبول فرمالے۔ یا اللہ جو لوگ یہاں آرہے ہیں خواتین ہیں یا ہمارے دوست احباب ہیں یا اللہ ہم سب کی اپنی رحمت سے اصلاح فرمادے، یا اللہ ہم سب کا تزکیہ فرمادے، یا اللہ ہم سب کو گناہوں سے نفرت اور کراہت نصیب فرمادیجئے اور ہم سب کو تقویٰ نصیب فرمادیجئے، یا اللہ ہماری جانوں کو جذب فرما کر اپنا بنالیجئے، یا اللہ اسبابِ معصیت سے ہمیں دوری اور تحفظ نصیب فرمایئے، ہم سب کو اور خواتین بہنوں کو، بیٹیوں کو، ماؤں کو سب کو اللہ اپنا بنالیجئے۔ یا اللہ ہم سب کو اولیاء صدیقین اور اپنے دوستوں میں شامل فرما اور ان کے اخلاق اور اعمال و یقین نصیب فرما، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْنَ